Lesson 2: Ra'ad (Ayaat 18- 43): Day 9

سُوۡرَۃُ الرَّعد کی تفسیر

جب کسی کے دل کو اطمینان مل جاتا ہے، تو پھر کیا ملتا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ‏ ﴿۲۹﴾

پھر جن لوگوں نے دعوت حق کو مانا اور نیک عمل کیے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لیے اچھا انجام ہے۔

عمل صالح کے ساتھ کیا ملتا ہے۔ طُوۡبٰى اور حُسۡنُ مَاٰبٍ۔ طُوۡبٰى کا لفظ طِیب سے ہے۔ طِیب پاکیزہ چیز کو کہتے ہیں۔ اگر تفاسیر میں اس کے معنی دیکھیں تو ایک لمبی لسٹ ہے۔ خیر، حُسنیٰ، کرامت، رشک اور جنت میں مخصوص درخت یا مقام کا نام ہے۔ اور اگر ڈکشنری کو دیکھیں تو یہ طیبیٰ کی جمع ہے۔ اور طیبیٰ "آنکھوں کی ٹھنڈک" کو کہتے ہیں۔ ہر وہ چیز کو جو آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے، اُسکو طُوۡبٰى کہتے ہیں۔ چند روایات آپ کے سامنے رکھتی ہوں۔ بعض کہتے ہیں یہ حبشہ کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک جنت کا نام ہے۔

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کی جب پیدائش ہو چکی اُس وقت جنابِ باری تعالیٰ نے یہی فرمایا تھا۔

کہتے ہیں جنت میں ایک درخت کا نام بھی طُوۡبٰى ہے۔ ساری جنت میں اسکی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہر گھر میں اس کی شاخ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ لُولُو کے دانے سے پیدا کیا اور اللہ کے حکم سے بڑھا اور پھیلا۔ (یعنی باقی درختوں کو اسباب کے ساتھ پھیلاتے ہیں، یہ اللہ کے حکم

سے بڑھا)۔اس کی جڑوں سے جنتی شہد، شراب (جو مدہوش نہ کرے)، پانی اور دودھ کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔

ایک مرفوع روایت (وہ روایت جو مضبوط سُنت سے نبی ﷺ تک پہنچتی ہے)طُوبٰی نام کا جنتی ایک درخت ہے سو سال کے راستے کا۔(یعنی اُس کے نیچے سوار ایک سو سال تک چلتا جائے تو اُس کا سایہ نہیں ختم ہوتا)اور اس کے خوشوں سے جنتیوں کے لباس نکلتے ہیں۔(جیسے دنیا میں ریشم ہے)۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول، جس نے آپکو دیکھ لیا اور آپؐ پر ایمان لایا اُسے مبارک ہو۔(یعنی خوش ہو رہے تھے کہ ہم نے آپؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا)۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اُسے بھی مُبارک ہو اور اُسے دُگنی مبارک ہو جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا(یہ ہماری بات ہے اگر اللہ ہمیں دے دے)۔اُس شخص نے پوچھ طُوبٰی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، جنتی درخت ہے، جو سو، سو کی راہ تک پھیلا ہوا ہے۔ جنتیوں کے لباس اس کی شاخوں سے نکلتے ہیں۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، ایک سوار سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا لیکن وہ ختم نہ ہو گا۔روایت میں ہے کہ چال بھی تیز اور سواری بھی تیز ہو گی۔(یہ نہیں کہ سواری سُست ہے)۔

بخاری کی روایت میں وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۙ(سورۃ واقع میں ہم پڑھیں گے)اُس کی تفسیر میں بھی یہی بات پیش کی گئی۔

حدیث میں ہے کہ ستر سال یا سو سال اور اسی کا نام شجرۃ الخلد (ہمیشگی کا درخت) بھی۔

سدرہ المنتہٰی کے ذکر میں آپؐ نے فرمایا کہ اس کی ایک شاخ کے نیچے ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔ اور سو سوار اس کی ایک ایک شاخ تلے ٹھہر سکتے ہیں۔ اس میں سونے کی ٹڈیاں ہیں۔ اس کے پھل بڑے بڑے مٹکوں کے برابر ہیں۔ (ترمذی کی روایت ہے)۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ ہر جنتی کو طُوبٰی کے پاس لے جائیں گے اور اسے اختیار دیا جائے گا، جس شاخ کو چاہیں پسند کرے (سوچیئے کیسا درخت ہو گا، اُس میں سفید شاخیں بھی ہیں، سرخ بھی ہیں، زرد بھی ہیں اور سیاہ بھی ہیں) جو نہایت خوبصورت، نرم اور اچھی ہوں گی۔ حضرت ابوہُریرہ فرماتے ہیں طُوبٰی کو حکم ہو گا، میرے بندوں کے لیے بہترین چیزیں ٹپکا۔ تو اُس میں سے گھوڑے اور اونٹ برسنے لگیں گے۔ سجے سجائے اور زین لگائے ہوئے، کسے کسائے اور بہترین، عمدہ لباس۔

آپ ریشم بنتا دیکھیں تو عقل دنگ رہ جائے کہ کیسے ایک جانور کے منہ کو لعاب اور اس سے اللہ تعالیٰ کیا نکالتا ہے۔

اسی طرح بُخاری اور مسلم کی بڑی خوبصورت روایت ہے، اللہ تعالیٰ اُس بندے سے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا (مطلب سارے حساب کتاب چُکا کے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! مانگ، وہ مانگتا جائے گا اور اللہ کریم دیتا جائے گا، یہاں تک کہ سوال پورا ہو جائے گا۔ کوئی خواہش باقی نہیں رہے گی۔ (کہ اب میں کیا مانگوں) جب اس کی خواہشات پوری ہو جائیں گی، اب اللہ خود اُسے یاد دلائے گا یہ مانگ، یہ مانگ، یہ مانگے گا اور اللہ دیتا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب میں نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور بھی دس مرتبہ دیا۔

صحیح مسلم کی روایت ہے، حدیثِ قدسی ہے! اے میرے بندو، اگلے، پچھلے، جنات، انسان سب ایک لائن میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے دعائیں مانگیں۔ میں ہر ایک کے تمام سوال پورے کر دوں گا، میں دیتا جاوں گا لیکن میرے ملک میں اتنی بھی کمی نہ آئے گی جتنی کسی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے سمندر کے پانی میں آتی ہے۔

اللہ کو کس چیز کی کمی ہے۔ کبھی کبھی اللہ سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اللہ اتنی چھوٹی سی چیز مانگ رہی ہوں لیکن میری ضرورت ہی اتنی ہے۔ ہمیں تو اللہ سے مانگنا بھی نہیں آتا۔

ایک اور قول ہے خالدِبن میدان کا۔ کہتے ہیں، جنت کے ایک درخت کا نام طُوبٰی ہے۔ اس میں تھن ہیں۔ ان سے جنتیوں کے بچے دودھ پیتے ہیں۔ کچے گرے ہوئے بچے (یعنی جو پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں یا مرے ہوئے پیدا ہوتے ہیں یا جن کا حمل گر جاتا ہے) اور جنت کی نہروں میں ہیں، قیامت کے قائم ہونے تک، پھر چالیس سال کے ہو کے اپنے ماں باپ کے پاس جنت میں آئیں گے۔

آپ دیکھ لیں میرے رب کی عطا۔ اللہ کی عطا بہت بڑی ہے۔ ملنا تو اُسی سے ہے، اللہ سے نہیں لیں گے تو کس سے لیں گے۔ یہ ساری باتیں سُن کر آخر میں اللہ تعالیٰ وہی دھان کے بان۔ اب آگے اُن کے مطالبوں کے بارے میں بات ہے کہ لوگوں نے نبیؐ کو کتنا ستایا۔ اللہ کے نبیؐ کو لوگوں سے کتنا پیار تھا لیکن لوگوں نے اللہ کے نبیؐ کو اذیتیں دیتے تھے اور اللہ اپنے نبیؐ کو پچھلے نبیوں کی کہانیاں سُناتے ہیں۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

اے محمدؐ، اِسی شان سے ہم نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے، ایک ایسی قوم میں جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں، تا کہ تم اِن لوگوں کو وہ پیغام سناؤ جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے، اِس حال میں کہ یہ اپنے نہایت مہربان خدا کے کافر بنے ہوئے ہیں اِن سے کہو کہ وہی میرا رب ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی میرا ملجا وماویٰ ہے ۔

اللہ اپنے نبیؐ کو بتا رہے ہیں کہ ہم نے آپ سے پہلے بھی نبی بھیجے تھے۔اُن کے آنے کا مقصد لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيۡهِمُ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ تا کہ آپ تلاوت کر کے لوگوں کو وہ سُنائیں جو ہم نے بھیجی ہے آپ کی طرف۔ اتنی بڑی دلیل ہے اللہ کے طرف اس کتاب کے ہونے کی۔ عرب کے لوگ لفظ الرَّحۡمٰنِ‌ؕ سے واقف نہیں تھے۔ مشرکینِ مکہ نے اللہ نام کے کئی نام بگاڑ کے بُت رکھے ہوئے تھے۔ جیسے لات، اُنکی نظروں میں (نعوذُباللہ) اللہ کی مؤنث تھی۔ منات، اللہ کے نام المنان کی مؤنث تھی، عُزیٰ، اللہ کے نام العظیم کی مؤنث تھی۔ جیسے 'مسز' کہتے ہیں۔ رحمان نام اُن کو پتا نہیں تھا۔ اس لیے وہ اس نام سے بہت چڑتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو تسلیاں دے رہے ہیں کہ آپؐ رحمان کی باتیں کرتے ہیں، لوگ آپؐ سے بدکتے ہیں۔ سورۃ رحمان آیت ساٹھ میں ہم پڑھیں گے۔ کہتے تھے کون سا رحمان ہے۔ حتیٰ کہ آپکو واقعہ یاد ہو گا کہ جب حُدیبیہ کا معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو اُس میں تھا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ کہنے لگے ہمیں تو کہتے ہو ایک رب کو مانو اور خود پہلے اللہ پھر رحمان اور پھر رحیم، تین خُداؤں کی بات کرتے ہو۔ مٹاؤ اسکو۔ اللہ کے نبیؐ نے بغیر کسی جھگڑے میں پڑے، کاٹ کے بِسمِ رَبِّ لکھ دیا۔ جن کو انا کا مسئلہ نہیں ہوتا وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بپھرتے نہیں ہیں۔

یہی حالات ادھر ہوئے کہ انہوں نے اللہ کے نبیؐ کو اتنا ستایا۔

کہا آپ ان کو کہہ دیجیئے قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ یعنی آپؐ پریشان نہ ہوں یہ ایسے لوگ ہیں ان کی مان لیں۔ میں سوچتی ہوں کہ رحمٰن سے بھی چڑ ہو سکتی ہے۔ قہار سے ہو، جبار سے ہو توانیں بھی۔ عقل سے سوچ رہے ہیں حالانکہ ناموں میں بھی بہت نزاکت ہے۔ رحمٰن سے اُس کو چڑ ہو گی جس کو قرآن سے چڑ ہو گی۔ سورۃ رحمٰن جو لوگوں کو اتنی پیاری ہے، کینسر کے مرض کے لیے، بیٹی کی شادی کے لیے، دُلہنوں پہ اس کو پڑھتے ہیں لیکن شروع الرَّحْمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ سے ہوتی ہے۔ اللہ کے رحمان ہونے کی دلیل کیا ہے کہ اُس نے قرآن نازل کیا۔ اور یہ اُسکا رحم ہے کہ ہم اس قرآن کی محفل میں بیٹھے ہیں۔ تو جس کو قرآن پر اعتراض ہو گا، اُس کو رحمان پر بھی اعتراض ہو گا۔

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾

اور کیا ہو جاتا اگر کوئی ایسا قرآن اتار دیا جاتا جس کے زور سے پہاڑ چلنے لگتے، یا زمین شق ہو جاتی، یا مُردے قبروں سے نکل کر بولنے لگتے؟ (اس طرح کی نشانیاں دکھا دینا کچھ مشکل نہیں ہے) بلکہ سارا اختیار ہی اللہ کے ہاتھ میں ہے پھر کیا اہل ایمان (ابھی تک کفار کی طلب کے جواب میں کسی نشانی کے ظہور کی آس لگائے بیٹھے ہیں اور وہ یہ جان کر) مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دے دیتا؟ جن لوگوں نے خدا کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اُن پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہتی ہے، یا ان کے گھر کے قریب کہیں نازل ہوتی ہے یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آن پورا ہو یقیناً اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

جیسااُن کا مطالبہ تھا کہ پہاڑ ہٹیں تا کہ مکہ شہر کھُلا ہو جائے۔ یا زمین کے ٹُکڑے ٹُکڑے ہو جاتے، یعنی زمین پھٹتی اور اُس کے اندر سے نہریں نکل آتیں۔ اور مُردے بھی کلام کرتے، جیسے اُنہوں نے اپنے مُطالبے میں کہا ہمارے بزرگوں کو زندہ کر دو تا کہ وہ ہمیں بتائیں کہ نبیؐ سچے ہیں اور ہم مان لیں۔ یہ سارے حسی مطالبے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ کسی شعبدہ باز کے پاس بیٹھ کے کرتب دکھانے کو کہہ رہے ہیں۔ "شعبدے دکھا کر ہدایت دینا، اللہ کا کام نہیں ہے" یہ اُس دور کے مطالبے تھے، لیکن آج کل بھی لوگ ایسے ہی مطالبے کرتے ہیں کہ اگر میں قرآن سیکھنے لگ جاؤں گی تو کیا میرے بچوں کے رشتے ہو جائیں گے۔ یہ سب تو اللہ کے کام ہیں۔

ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے۔ ہمیں نہیں پتا کہ اُن کا اللہ سے کیا معاملہ ہے۔ پچھلی کسی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں دکھایا تھا ایسا کرو یا ویسا کرو لیکن اللہ تعالیٰ انکو کہہ رہے ہیں کہ یہ بیکار مطالبے ہیں۔ آپ کسی ڈاکٹر کے پاس جا کے وکیل والی باتیں پوچھ سکتے ہیں۔ نبی تو نبی ہوتے ہیں کوئی شعبدہ باز نہیں ہوتے ہیں۔

یہ جن معجزوں کی بات کر رہے ہیں یہ تو بہت چھوٹے معجزے ہیں، قرآن نے تو بہت بڑا معجزہ دکھایا۔ کہ ان کے دلوں کی زمین کو پھاڑ کر اندر سے خیر اور ایمان کے چشمے پھوڑ دیئے۔ کتاب کا معجزہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ یہاں لفظ 'قرآن' آیا ہے۔ یہ قرآن ہمارے اس قرآن کے لیے بھی ہے۔ اسی طرح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت داودؑ اپنے جانور کو تیار کرتے (یعنی اتنی تھوڑی سی دیر میں کہ وہ جانور چارہ کھاتا) اتنی دیر میں وہ پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ وہاں قرآن سے مراد 'زبور' ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس قرآن پر توجہ دو اور اگر تمہیں ماننا ہو گا تو ایسے بھی مان جاؤ گے۔ سورۃ انعام میں ہم بڑی تفصیل سے پڑھ چکے کہ اگر اس قرآن سے ان کے مُردے بھی زندہ ہو جاتے تو انہوں نے تب بھی نہیں ماننا تھا۔ ہاں یہ قرآن جسمانی طور پر تو مُردوں کو زندہ نہیں کرتا لیکن روحانی طور پہ انسان کے شعور کو زندہ کر دیتا ہے۔ پھر دلوں کو سکون ملتا ہے۔ معجزہ کب دکھانا ہے اور کب نہیں یہ اللہ کا کام

ہے۔ یہاں سے ہمارے لیے عمل کی بات ہے کہ لوگوں کو کب ہدایت آئے گی، یہ ذمہ داری اپنے اوپر نہ لیں۔ ہمارے ذمے تو بس پہنچا دینا ہے۔

اَفَلَمۡ یَایۡـَٔسِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیۡعًا کیا لوگ مایوس ہو گئے۔ یہ بہت خوبصورت انداز ہے۔ اس میں اصل میں ایمان والوں کی تڑپ کا ذکر ہے۔ جس کو خود ہدایت مل جاتی ہے اُس کے اندر ایک طلب اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ سب کو ہدایت مل جائے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ دوسروں کے دلوں میں تڑپ تو چھوڑیئے طلب بھی نہیں ہے، خواہش ہی نہیں ہے تو وہ پریشان ہونے لگتے ہیں۔

آپ اسکو اپنے اوپر لیں۔ آپ کسی کو پانی پلانا چاہ رہے ہیں اور وہ نہیں پی رہے، جیسے گرمی ہو تو بچوں کو پانی پینے کو کہا جاتا ہے کہ فائدہ ہو گا لیکن بچہ نہیں پی رہا تو آپ کو غصہ آئے گا۔ ایسے ہی جب ہم لوگوں کو ہدایت دینا چاہتے ہیں اور لوگ ہدایت کے لیے دل نہیں کھولتے تو یہاں یہ بات ہے کہ فکر نہ کرو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر کسی کا ایک نصیب رکھا ہے۔ ہم ہدایت کی بات پڑھ رہے ہیں۔ پیچھے سورۃ یوسف میں ہم نے اولیاءاللہ کی بات بھی پڑھ لی، اب ایک غم رہ جاتا ہے کہ اس ہدایت کے ساتھ آنے کے بعد، وہ دوسروں کی ہدایت کا غم لگ جاتا ہے۔ کوئی جیتا ہے، مرتا ہے، امیر ہے، غریب ہے اُن کے لیے دعا ہے، غم نہیں۔ غم صرف ایک بات کا ہے اور یہ بات میرے اندر روگ کی طرح اٹکی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ہدایت کیوں نہیں ہے، تڑپتے کیوں نہیں۔ جب لوگ آپ کے سچے جذبوں کی قدر نہیں کرتے تو کیا کریں۔ تو پھر آپ اُن کے لیے تڑپ کے دعا مانگیں۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ اُن کا ہدایت پہ نہ آنا آپکو ڈسٹرب کر رہا ہے اور آپکی اپنی عبادات خراب ہو رہی ہیں تو اُن کو دل سے نکال دیں۔ کسی کے لیے ایک خاص حد تک تڑپیں، اگر کوئی اس راستے کی طرف نہیں آتا تو پھر اُس کو اُس کے حال پہ چھوڑ دیں۔ نبیوں کو بھی یہی تعلیم دی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ یہاں

ایسا غم کرنے سے روک رہیں ہیں جو اُنہیں اپنے مقصد سے ہٹا دے۔ اللہ اپنے نبی ﷺ کو کہہ رہے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپؐ تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے ان کے غم میں۔ یہاں مایوسی کا لفظ ہے۔ اللہ بتاتے ہیں کہ جو لوگ خود ہدایت نہیں لیتے پھر اللہ اُنکو کیا دکھاتا ہے۔ حادثات، تکلیفیں، پریشانیاں لیکن اُن کو پھر بھی سمجھ نہیں آتی۔ اگر اسکا سیدھا ترجمہ کریں تو اللہ کہتے ہیں کہ اطمینان پکڑو اگر اللہ چاہتا تو کیا انہیں ہدایت نہ دے دیتا۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ، ان کے عملوں کی وجہ سے ان پر کوئی آفت آسکتی ہے۔ یہاں لفظ قَارِعَةٌ سے مراد بلا، حادثہ، اچانک آجانے والی مصیبت۔ قرعہ اصل میں کھٹکھٹانے کو کہتے ہیں۔ تَحُلُّ کا لفظ، گرہ کھولنا، اُترتے وقت سامان باندھنے والی رسی کو کھولنا۔ یہاں مراد ہے کہ ان کے گھروں کے قریب ہی کوئی مصیبت آجاتی۔ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو جاتا۔ کیوں کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ یہ تو ان کا حال تھا، اب اگلی آیت میں اللہ کے نبی ﷺ کو براہِ راست تسلی دی جارہی ہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے، مگر میں نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخر کار ان کو پکڑ لیا، پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی۔

تصور کریں کہ سورۃ الاعراف سے لے کر ابھی تک قومِ نوح، ھود، صالح، قومِ لوط، قومِ شعیب، آلِ فرعون کا انجام اور پھر اس آیت کو سمجھیں تو یہاں جو مجھے سب سے زیادہ لفظ متاثر کر رہا ہے وہ فَاَمْلَيْتُ ہے۔ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ سارے پردے ہٹا کے اللہ نے قوموں کی تباہی کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا، کہ ہاں میں نے یہ سب کیا۔ آپ نبی ﷺ پیچھے ہو جایئے۔ مہلت دی لیکن اگر نہیں مانتے تو اب آپؐ کی قوم کے ساتھ بھی یہی ہو گا۔

اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ‌ۚ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ‌ؕ اَمۡ تُنَبِّـُٔوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ‌ؕ بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مَكۡرُهُمۡ وَصُدُّوۡا عَنِ السَّبِيۡلِ‌ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ (33)

پھر کیا وہ جو ایک ایک متنفس کی کمائی پر نظر رکھتا ہے (اُس کے مقابلے میں یہ جسارتیں کی جارہی ہیں کہ) لوگوں نے اُس کے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں؟ اے نبیؐ، اِن سے کہو (اگر واقعی وہ خدا کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو) ذرا اُن کے نام لو کہ وہ کون ہیں؟ کیا تم اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں نہیں جانتا؟ یا تم لوگ بس یونہی جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے دعوت حق کو ماننے سے انکار کیا ہے ان کے لیے اُن کی مکاریاں خوشنما بنادی گئی ہیں اور وہ راہ راست سے روک دیے گئے ہیں، پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے ۔

یہاں قَآئِمٌ اللہ کی ذات ہے۔ اللہ ہر انسان پہ نظریں لگائے ہوئے ہے، ہر جان سے محاسبہ کرنے والا ہے، دن میں کچھ کرتے ہو، رات میں کرتے ہو، تنہائی میں کرتے ہو وہ معبود ہے یا دوسرے۔
وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ اور اُنہوں نے اللہ کے شریک بنالیے۔ اللہ جیسی قدرت کسی کے پاس نہیں، پھر بھی یہ اللہ کے شریک بناتے ہیں۔ ایسی بصیر، سمیع ہستی کو چھوڑ کر خود ساختہ معبود بنالیے، جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ کہا اچھا ٹھیک ہے، قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ ذرا ان کے نام تو بتاو۔ اَمۡ تُنَبِّـُٔوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ کیا تم اللہ کو دکھانا چاہتے ہو جو زمین میں نہیں۔ یہ تمہارے دستگیر ہیں، اللہ کو یہ نہیں پتا، تم کہتے ہو یہ مشکل کُشا ہیں، اللہ کو تو نہیں پتا، تم کہتے ہو یہ داتا ہے، اللہ کو نہیں پتا۔

دیکھیں انداز کتنا سخت ہے، تم اللہ کو وہ بات بتا رہے ہو جو اللہ کو بھی نہیں پتا، مطلب کیا ہے کہ جو تم نے ان کے ساتھ خوبیاں لگائی ہوئی ہیں، اللہ تو ان کو یہ نہیں دیتا۔

اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ ؕ یا پھر تم صرف سطحی بات کرتے ہو۔ یعنی جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہو۔ ان شریکوں کے بارے میں تمہارے دعوے کھوکھلے ہیں۔ بَلۡ زُیِّنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مَکۡرُهُمۡ بلکہ کافروں کے لیے ان کی مکاریاں مزین کر دی گئی ہیں۔ وَصُدُّوۡا عَنِ السَّبِیۡلِ بلکہ وہ روک دی گئی ہیں سیدھی راہ سے۔ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ؕ اور جسے اللہ گمراہ کردے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ جب اللہ نے ان کے دلوں پہ مہر لگا دی ہے تو ان کے اعمال دیکھتے جاؤ۔ اللہ نے بتا دیا کہ اب ان کو راہ نہیں ملے گی کیوں کہ ہم پیچھے پڑھ چکے کہ جو ہدایت مانگے گا اُسے ملے گی۔ دعا کریں کہ اللہ ہمارے پیاروں میں سے کسی کو ایسا نہ کرے۔

لَهُمۡ عَذَابٌ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

ایسے لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی ہی میں عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب اُس سے بھی زیادہ سخت ہے کوئی ایسا نہیں جو اُنہیں خدا سے بچانے والا ہو ۔

ان کے لیے دنیا میں بھی عذاب ہے۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ انسان کو اپنے بُرے کرتوتوں کی کچھ نہ کچھ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔ اَشَقُّ، شَق سے ہے۔ سب سے شدید عذاب تو آخرت کا عذاب ہے اور جب دنیا و آخرت میں پکڑ آتی ہے تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ اللہ پکڑے تو محمد ﷺ نہیں چھڑا سکتے۔ اس آیت کو لکھ لیا کریں۔ کچھ لوگ ناسمجھی میں ایسے جُملے بولتے ہیں، جواب میں آپ صرف قرآن کی آیت اور ترجمہ بتا دیں۔ جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو پھر نبی کیا دنیا کی کوئی طاقت، کوئی زندہ، مُردہ اُنکو بچا نہیں سکتا۔ اسکے برعکس آپؐ نے اپنی زندگی کا مشن لوگوں کو ہدایت دینا بنایا، لوگوں کے لیے تڑپے۔ آپؐ تیرہ سال مکہ میں رہے، دس سال مدینہ میں رہے۔ طائف میں گئے تو کہا فکر نہ کریں۔ وہ مشکلیں ختم۔ اب دیکھیں آپؐ کو آگے کیا ملے گا۔